© rasailojaraid.com

ماضی کے جھروکے سے

حفیظ رضا پسروری

شاہ جی اور علامہ انور صابری

علامہ انور صابری مرحوم، مجلس احرار اسلام کے مخلص اور بہادر رہنما تھے، آپ ایک قادر الکلام شاعر اور بدیہہ گوئی میں اعلیٰ مقام اور صلاحیتوں کے حامل تھے، اس کے ساتھ آپکا ترنم اور شاعرانہ خدوخال ازحد کشش کے باعث تھے۔ آپ دیوبند (یوپی) کے رہنے والے تھے اور اکابر دیوبند کے نیاز مندوں میں انہیں منفرد حیثیت حاصل تھی۔ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ انہیں بہت عزیز رکھتے تھے۔

مجلس احرار اسلام نے جب مشہور "فوجی بھرتی بائیکاٹ ریزولوشن" پاس کیا تو امیر شریعت نے سارے برصغیر کا دورہ شروع کیا۔ جب وہ لکھنؤ پہنچے اور وہاں ایک بڑے جلسہ سے خطاب کیا تو علامہ انور صابری بھی وہاں موجود تھے۔ وہ شاہ جی کی شخصیت اور کمال خطابت سے ازحد متاثر ہوئے اور اسی دن سے مجلس احرار اسلام کے ساتھ منسلک ہوگئے۔ اس وقت سے لیکر آزادی کا سورج طلوع ہونے تک وہ مجلس احرار کی تمام کانفرنسوں اور اہم اجلاسوں اور جلسوں میں شریک ہوتے رہے ان کا زیادہ وقت یوپی کی بجائے پنجاب میں گذرنے لگا۔ نیاز مندی میں شاہ جی کے اشارۂ ابرو کے منتظر رہتے تھے۔ شاہ جی آپکی شاعرانہ عظمت کے ازحد معترف تھے اور ان دونوں میں گل و بلبل کا رشتہ قائم ہوگیا تھا۔

۱۹۴۶ء میں انور صابری، انجمن تبلیغ الاسلام چونڈہ (سیالکوٹ) کے جلسہ میں شرکت کے لئے آئے تو شاہ جی کے لئے شاد عظیم آبادی مرحوم کا مطبوعہ کلام جو پٹنہ سے ایک پبلیشنگ ہاؤس نے نہایت اہتمام سے شائع کیا تھا، ساتھ لائے۔ شاہ جی بھی اس جلسہ میں شرکت کے لئے اور بالخصوص حضرت مدنی کی زیارت کے لئے آئے ہوئے تھے۔ انور صابری نے شاد عظیم آبادی کا مطبوعہ کلام پیش کرتے ہوئے فی البدیہہ مترنم شعروں میں اسے شاہ جی کو پیش کیا جسکا مصرعہ ابتک میرے ذہن میں موجود ہے۔

کلام شاد کو نذر عطاء اللہ کرتا ہوں

شاہ جی اور دوسرے حضرات ازحد محظوظ و مشکور ہوئے

۱۹۵۷ء میں پی آئی اے مشاعرہ کراچی میں شرکت کے بعد، انور صابری لاہور آئے اور ایک روز میرے ہاں قیام کیا۔ وہ ملتان جانے کے لئے بہت بیتاب تھے مگر حکومت کی طرف سے بوجوہ اجازت نہیں مل رہی تھی۔ چنانچہ واپس دہلی روانہ ہوتے ہوئے شاہ جی کے نام دو رقعے لکھ کر مجھے دے گئے کہ میں انہیں ان تک پہنچا دوں!

انہوں نے لکھا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

صاحبِ عشق، حسنِ مجسم کے نام!

ہو گئیں حائل نظارۂ شوق
آہ! کتنی عظیم دیواریں

....

اک کشتۂ غمِ آرزو تیرا نام لے کے یہ کہہ گیا
ترے غم سے ہے مری زندگی، ترے غم کی عمر دراز ہو

میں نے ملتان کی ایک حاضری میں یہ امانت شاہ جی تک پہنچا دی، پڑھتے رہے اور بار بار پڑھتے رہے اور میں ان کی آنکھوں میں حسرت و غم سے رکے ہوئے آنسو دیکھ رہا تھا۔

آنسو تو وہی اک قطرہ ہے جو آنکھ تک آئے بہہ نہ سکے

انور صابری بھی چند سال قبل دہلی میں انتقال کر گئے۔ آخری بار جب جانباز مرزا مرحوم انہیں وہاں ملے تو انہوں نے بتایا کہ وہ شاہ جی اور دیگر اکابر احرار کی یاد اور تذکرہ میں اس حد تک آبدیدہ ہو گئے کہ ان کی ہچکی بندھ گئی۔

اور اب..... شاہ جی، انور صابری، جانباز مرزا اور دیگر اکابر اللہ کو پیارے ہو گئے۔ رہے نام اللہ کا!

اب انہیں ڈھونڈھ چراغ رخ زیبا لے کر

☆ ☆

(بقیہ از ص ۴۳)

گوشہ رکھنے والے حکمران اور سیاستدان دینی و قومی غیرت سے عاری ہیں۔ قاری محمد یوسف احرار نے کہا کہ ۱۹۵۳ء میں ختم نبوت کے پروانوں پر گولیاں برسانے والوں سے خیر کی توقع عبث ہے۔ کانفرنس سے حاجی محمد اشرف تائب، حافظ کفایت اللہ، شاہد بٹ، مولانا زکریا کلیم، قاری محمد ادریس، مولانا ضیاء الدین، مولانا عزیز الرحمن خورشید، غلام محمد نیازی، حافظ مجید اکرم، کپتان غلام محمد، رانا محمد اکمل، اور متعدد دیگر مقررین نے بھی خطاب کیا۔ کانفرنس میں متعدد قرار دادیں منظور کی گئیں۔ جن میں مطالبہ کیا گیا کہ امتناعِ قادیانیت آرڈیننس پر سختی سے عمل درآمد کرایا جائے۔ ربوہ اور دیگر شہروں میں اسلامی شعائر کے استعمال سے قادیانیوں کو روکا جائے۔ کراچی میں قتل و غارت گری بند کرائی جائے اور حکومت امن و امان کی صورتحال کو کنٹرول کرے۔ سرگودھا کے موضع کوٹ مومن اور چکوال کے علاقہ ڈوالمیال میں قادیانیوں کی اشتعال انگیز کارروائیوں کا نوٹس لیا جائے اور قادیانی شرپسندوں کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ ربوہ میں سرکاری ہسپتال قائم کیا جائے۔ ربوہ کے بعض سرکاری پلاٹوں پر قادیانیوں کا ناجائز قبضہ ختم کرایا جائے۔ ربوہ کے سرکاری اہلکاروں کو قادیانیوں کے دباؤ سے آزاد کرایا جائے۔ ارتداد کی شرعی سزا نافذ کی جائے۔ سول اور آرمی کے کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو برطرف کیا جائے۔ بیرون ممالک قادیانیوں کے پاکستان دشمن پروپیگنڈے کے تدارک کے لئے سفارتی سطح پر مؤثر اقدامات کئے جائیں۔ کانفرنس حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہم العالی کی طویل دعاء کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔

© rasailojaraid.com